محسن ملت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے خود ساختہ علمی و تحریکی ورثا کے نام

پیرِ مغاں نے سوگ کا چولا پہن لیا
اب خانقاہ میں عقل کا ماتم ہوا کرے

حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ حلقۂ علم و تحقیق میں ایک مستند و معتبر شخصیت تھے اسلامی عقائد و تاریخ میں مستند اور نہایت معیاری تحقیق کے حامل متدین علماء کرام کی تحریروں کو اہل علم و تحقیق اور عوام الناس تک پہنچانا حکیم صاحب مرحوم کا امتیازی علمی و ملی کارنامہ ہے۔ یوں تو حکیم صاحب مرحوم کا حلقۂ شناساں اندرون و بیرون ملک پھیلا ہوا تھا۔ مرحوم کے حلقۂ معترفین و جماعت مداحین میں ہر مکتب فکر اور قابل قدر معاشرتی طبقات کے چنیدہ اور قابل ذکر رجال علم و فکر شامل تھے۔ مرحوم کے سانحۂ ارتحال پر ان علمی احباب کے تاثرات بہت بڑی تعداد میں موصول ہوئے۔

تاریخ میں رجال عظیم کے ساتھ بالعموم بہت سے قابل افسوس واقعات جڑے ہوئے ہوتے ہیں ایک عمومی اور مشترک افسوس ناک واقعہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے لوگوں کے پروردہ اور تربیت یافتہ احسان فراموش طوطا چشم نکلتے ہیں۔ اور بزرگوں کے علمی و فکری اثاثوں کے خود ساختہ مجاور بن کر نام فروشی اور کام فروشی کا گھناؤنا دھندہ کرتے ہیں۔ اور ان کا خاموش دھندہ برائے چندہ ہوتا ہے۔ ظلم بالائے ظلم یہ کہ وہ ان کے افکار و شہرت کی دیوار کے سائے میں ان کے افکار کو منہ چڑانے کی سعی مذموم کرتے ہیں ان کے نام کی شہرت کے چاند پر تھوکنے کی کوشش ناکام کرتے ہیں۔ ان کے ہاں ہر شے بازاری پیمانوں پر ناپی جاتی ہے۔ پیمانوں میں خود فروشی سے لے کر ایمان فروشی تک کے معیار اور قیمتوں کا تعین ہوتا ہے۔

حکیم صاحب کے کچھ حاشیہ بردار جن کا روپ مجلس رضا کے کارکن اور خدام موسوی تھا۔ اپنے باطن میں طوطا چشمی اور احسان فراموشی کا وسیع خمیر پالے ہوئے تھے۔ مرحوم کی آنکھ بند ہوتے ہی خود ساختہ حواریین کی چشم طلب کھلی اور پھر اپنی ذہنی سطح کی پستیوں میں وہ قلابازیاں کھائیں کہ اہل شعور انگشت بدنداں رہ گئے۔

کلاکاری کا یہ سادہ اور مقبول انداز اپنایا کہ حکیم صاحب کے حلقۂ دوستاں کو ایک مراسلہ ارسال کیا کہ حکیم صاحب کی بے مثال علمی وملی خدمات اور ان کی فکری عبقریت پر آپ اپنے تاثرات ، یادوں کے حوالے، ملاقاتوں کے تذکرے، ان سے متعلق دل نواز تذکروں کو تحریر کر کے بھیج دیں۔ آپ کی جانب سے یادوں کی ان معطر تحریروں کو ارمغانِ عقیدت نامی کتاب میں سمو دیں گے۔ مرحوم کے خدامِ دل گرفتہ کتنے آزردہ ہیں اور اظہار محبت کو کتابی کائنات میں منتقل کرنے کے لیے شائق ہیں۔ عوام الناس تو کیا خواص اہلِ علم و قلم بھی ان کے طوفانِ الفت کی لپیٹ میں آ گئے۔ اب ذرا وہ طلب مضامین کے لیے تحریر کردہ نامۂ مشتاق ملاحظہ فرمایئے۔

عکس مکتوب...... میاں زبیر احمد قادری ضیائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مکرمی و محترمی مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

طبیب دانش، حکیم اہلسنت، حکیم محمد موسیٰ امرتسری قدس سرہ ۱۷ نومبر ۱۹۹۹ء مطابق ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ بروز بدھ بوقت ۴۵-۱۱ دن، داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے خالق حقیقی سے جاملے۔

إنا للہ و إنا إلیہ راجعون

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

آپ کو اسی روز رات گئے درگاہ حضرت میاں میر قادری قادری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملحق قبرستان میں اپنی والدہ ماجدہ رحمہا اللہ تعالیٰ کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

آپ کا حکیم اہلسنت مرحوم سے بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق رہا ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ حکیم صاحب سے متعلق اپنے تاثرات، مضمون یا ان سے متعلق یادداشتیں مرتب کر کے ارسال فرمائیں۔ ان شاء اللہ ہم حکیم صاحب کی یاد میں امکانی حد تک ان کے شایانِ شان ارمغانِ عقیدت کتاب کی صورت میں پیش کرنے کے لئے آپ کو دعوتِ شرکت دے رہے ہیں، اور امید رکھتے ہیں کہ آپ مثبت ردعمل کا اظہار فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا

والسلام۔

سوگواران: میاں زبیر احمد قادری ضیائی

محمد ریاض ہمایوں سعیدی

۵۵۔ ریلوے روڈ۔ لاہور۔ ۵۴۰۰۰

آپ نے خط میں اشتیاق مندی کے تیور ملاحظہ فرما لیے۔

ملک بھر کے اساطین علم اور حکیم صاحب کے حلقہ مداحین نے اس الفت نامے پر لبیک کہا اور اپنی اپنی طبائع کے مطابق حکیم صاحب سے تعلق اور ان کے فیضان کتابی کی تفصیلات اور یادداشتیں مرتب کر کے ارسال کیں اور یہ تمام تحریریں دو بڑے سوگواران میاں زبیر احمد قادری ضیائی اور محمد ریاض ہمایوں سعیدی کے نام ۵۵۔ ریلوے روڈ لاہور پر ارسال کی گئی تھیں۔

چند بڑے اور مشہور اکابر کے اسماء گرامی کی فہرست بھی قارئین کے مطالعہ کی نذر ہے جن لوگوں نے ارمغانِ عقیدت کے لیے تحریریں ارسال کی تھیں۔

۱۔ سردار علی احمد خان صاحب (م:۲۰۰۶-۱۱-۲۰) اسسٹنٹ سیکرٹری جنرل مؤتمر العالم الاسلام، صدر انجمن فلاح وزائرین پاکستان لاہور نے اپنے مضمون میں حکیم صاحب سے اپنے نیاز مندانہ تعلق سے پردہ اٹھایا ہے اور بتایا ہے کہ خداوند کریم نے ان کی ذات میں وہ سب صفات جمع کر دی ہیں جنھیں حکمائے یونان نے اصولِ سہ گانہ یعنی خیر، حسنِ عمل اور حق کی فروع کہا ہے۔

۲۔ خواجہ رضی حیدر: خواجہ صاحب نے حکیم صاحب کو مجلّہ ''نقوش'' کے آپ بیتی نمبر میں داتا گنج بخشؒ کے حوالے سے تلاش کیا۔ ان کا مضمون 'میں نے دیکھا ہے بہت نزدیک تم کو دور سے' کی عکاسی کرتا ہے۔

۳۔ محمد عبدالمبین نعمانی قادری (فاضل اشرفیہ) رکن المجمع الاسلامی مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی) نے رضویات کے فتح باب کے حوالے سے حکیم صاحب کے ساتھ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ایم اے پی ایچ ڈی (م:۲۸/اپریل ۲۰۰۸ء) کو بھی شامل کیا ہے۔

۴۔ حکیم محمود احمد برکاتی (م:۲۰۱۳-۱-۹) برکات اکیڈمی کراچی۔ اپنے تاثرات

میں اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلامیانِ برعظیم پاک و ہند کے کلامی و فقہی مسالک حکیم صاحب کے خاص موضوعِ فکر ونظر ہیں۔

۵۔ مفتی تقدس علی خاں قادری رضوی (م: ۱۹۸۸-۲-۲۲) شیخ الجامعہ راشدیہ درگاہ شریف پیر صاحب پاگارہ پیر جو گوٹھ ضلع خیر پور (سندھ)۔ حکیم صاحب کا سب سے بڑا علمی و اعتقادی کارنامہ مرکزی مجلسِ رضا کے قیام کو قرار دیتے ہیں۔

۶۔ مولانا محمد اطہر نعیمی (م: ۲۰۲۳-۱۲-۱۹) نے حکیم صاحب کی علمی و ملی خدمات پر خامہ فرسائی کی ہے۔

۷۔ ڈاکٹر این اے بلوچ، ایڈوائزر قومی ہجرہ کمیٹی حکومت پاکستان اسلام آباد نے مولوی شمس الدین (م: ۱۹۶۸-۱-۱۱) نادرہ کتب فروش کی دکان پر حکیم صاحب سے متعارف ہونے کی یاد کو تازہ کیا ہے۔

۸۔ ناسخ سیفی (م: ۱۹۸۴۔۷۔۷) مدیر اعلیٰ روزنامہ 'سعادت' فیصل آباد نے حکیم صاحب کی خدمات کو

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیے ہیں اندازِ خسروانہ

کے مصداق قرار دیا ہے۔

۹۔ ملک شیر محمد خاں اعوان آف کالا باغ (م: ۱۹۸۶۔۲۔۲۳) حکیم صاحب کا سب سے قابلِ ستایش کارنامہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی سیرت، سوانح اور علمی و فکری کارناموں کی نشر و اشاعت کو قرار دیتے ہیں۔

۱۰۔ مسعود حسن شہاب دہلوی (م: ۱۹۹۰-۸-۲۹) مدیر سہ ماہی 'الزبیر' اردو اکیڈمی، بہاولپور اپنے مضمون میں حکیم صاحب کے اوصاف کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ حکیم صاحب صحیح معنوں میں حکیم اہل سنت کہلانے کے مستحق ہیں۔

۱۱۔ ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا (تہران) نے اپنے فارسی مقالہ میں حکیم صاحب سے اپنی یادوں کو تازہ کیا ہے اور انھیں طبیب عالم، عارف و ادیب بارع و حکیمِ حاذق جیسے القابات سے خطاب کیا ہے۔

۱۲۔ عبداللہ سالم (آرتھر فرینک بیولر) نے ہارورڈ یونی ورسٹی امریکہ کے لیے ۱۹۹۳ء میں پی ایچ ڈی کے لیے انگریزی میں 'نقشبندی سپر چوئل اتھارٹی اِن پنجاب ۱۸۵۷۔۱۹۴۷ء' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔ اس میں حکیم صاحب کو جس شاندار انداز میں ہدیۂ عقیدت پیش کیا، اسے یہاں بھی محفوظ کر لیا گیا ہے۔ مضامین کے بعد ارمغانِ عقیدت کے سلسلے میں موصول ہونے والے پیغامات اور پھر منظوم ہدیہ ہائے عقیدت کو جگہ دی گئی ہے۔ پایانِ کتاب حکیم صاحب کے روحانی جانشین میاں زبیر احمد ضیائی علوی اور معتمد علیہ محمد ریاض ہمایوں سعیدی کے نام حکیم صاحب کے سانحۂ ارتحال کے سلسلے میں موصول ہونے والے مشاہیر کے تعزیتی پیغامات، بعض علمی اداروں کی تعزیتی قرار دادیں اور قطعاتِ تاریخِ وصال کو بالترتیب جگہ دی گئی ہے اور یوں اس قلمی سفر نے، جو ۱۹۸۲ء میں شروع ہوا تھا، ۲۰۰۱ء میں اپنی منزلِ مقصود کو پا لیا۔

شکر کہ جمازہ بمنزل رسید　　　زورقِ امید بساحل رسید

[ماہنامہ ''جہان رضا'' لاہور۔ ستمبر ۲۰۰۷ء]

ان اساطینِ ملت کی مکمل تحاریر کا ذخیرہ ۵۵۔ ریلوے روڈ کے قریبی دعویدارانِ سوگ کے ذخیرۂ کاغذات میں موجود تھا۔ یہ ذخیرہ کہاں موجود ہے، اس ضمن میں، چہار سو خاموشی ہے۔ اس ذخیرے سے کچھ الفاظ خلاصۂ تاثرات کی شکل میں محمد عالم مختار حق نے شائع کیے تھے۔ پھر جانے چراغوں کی لو مدھم ہوئی یا پھر مطلقاً چراغوں میں روشنی نہ رہی۔ نجی مجالس میں محمد عالم مختار حق صاحب دبی دبی زبان میں ذخیرۂ تاثرات کی موجودگی اور مکانِ موجودی کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ بہر حال ایک حقیقت ثابتہ تو یہ ہے کہ ان تاثرات پر مبنی

مراسلات کا مقام نزول ۵۵۔ریلوے روڈ ہے اور ۵۵ ریلوے روڈ پر جن محبین موسوی کی دائمی نشست گاہ ہے وہی تمام ذخائر کے پاسبان اور رکھوالے ہیں۔توفیق خداوندی اگر ارزاں ہوئی تو حکیم صاحب مرحوم کی باطنی توجہات ان ذخائر پر تصرف فرمادے اور قوم اپنے ایک محسن کے علمی و ملی احسانات سے آشنا ہو جائے۔

عبداللہ سالم جیسے خوش نیت اور حسن ظن کے حامل بزرگوں کے نزدیک سوگواران نے جس اظہار الفت سے تاثرات طلب کیے تھے انھوں نے وہ یقیناً ارمغانِ عقیدت کی زینت بنا دیے ہوں گے۔لیکن تاسف در تاسف سوگواران کا سوگ ان کے شعور پر بادل بن کر چھا گیا اور اشاعتِ ارمغان کے لیے ان کی شعوری روشنی عنقا ہو گئی اب موعودہ ارمغانِ عقیدت سوگواری کے ایام گزار رہی ہے۔

سوگ میں گم ہو گئی ، ان کی عقیدت کی کتاب
سوگ میں سوئے ہوئے ہیں ، داعیانِ قوم اب

☆

چمن سے روتا ہوا موسم بہار گیا
شباب سیر کو آیا تھا سوگوار گیا

طاہر ابدال طاہر

لاہور

۱۵/مارچ ۲۰۲۶ء

محقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کا حلقۂ احباب کم کرنے کی مذموم سعی

"ارمغانِ عقیدت" کی کہانی...... محمد عالم مختار حق کی زبانی

حکیمِ موسیٰ وہ عبقری ہے مثیل اِس کا کہاں ہے کوئی
ادب نواز و ادب شناس و زِاھلِ وجداں، وشعورِ فطرت
(فدا حسین فدآ)

محقق عصر حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا شمار اردو فارسی اور عربی کے نام وَر محققین میں ہوتا ہے۔ وہ عاشق خاتم المرسلین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت حلیم الطبع، علم دوست اور غیر سیاسی شخصیت تھے، حنفی مسلک رکھتے تھے اِس کے باوجود ان کے مطب پر ہر مسلک کے دانشور مختلف علوم وفنون کی تحقیق سے فیض یاب ہونے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ تحقیق کے حوالے سے حکیم صاحب کا عملی کام خاصا توجہ طلب ہے۔ ان کی چار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جبکہ باقی مسودات بکھرے پڑے ہیں ......اور سینکڑوں مقالات مختلف اخبارات وجرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔

انھوں نے تصوف پر عالمی شہرت یافتہ کتاب کشف المحجوب پر مقدمہ لکھا جو ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی تحقیقی افادیت کے باعث محکمہ اوقاف نے کشف المحجوب کے شائع کردہ نسخہ میں شامل کیا۔ انھوں نے حضرت مجدد الف ثانی پر بھی تحقیقی مقالہ لکھا جو ۱۵۰ صفحات پر مشتمل ہے...... حکیم صاحب نے اسلاف کا علمی وروحانی ورثہ نسل نو میں منتقل کیا۔

ان کا مطب حکمت کدہ سے زیادہ دانش کدہ کے طور قائم تھا۔

حکیم صاحب نے اپنی ساری زندگی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وفنون کی تشہیر میں وقف کر رکھی تھی۔ ان کی مساعی سے ۱۹۶۸ء میں مرکزی مجلس رضا کا قیام عمل میں آیا۔ مجلس رضا نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی بیشتر نایاب کتب ہزاروں کی تعداد میں شائع کیں اور انھیں پوری دنیا میں بلا معاوضہ تقسیم کروایا۔

سید عارف محمود مہجور رضوی، سید عبداللہ شاہ قادری، جلال الدین ڈیروی نے حکیم صاحب کی ہشت پہلو شخصیت پر کتب لکھیں۔ ان میں ان کے تحقیقی پہلوا جاگر کیے۔

حکیم صاحب چالیس برس ماہنامہ مہر و ماہ لاہور کے مدیر معاون کی حیثیت سے فرائض ادا کرتے رہے اور ماہنامہ فیض الاسلام، نور اسلام، ضیائے حرم اور کنز الایمان میں ان کے مقالات اور تنقید وتبصرہ کے عنوانات سے شائع ہوتے رہے۔

حکیم صاحب نے اپنی زندگی ہی میں اپنا ذاتی کتب خانہ جو گیارہ ہزار مطبوعہ کتب اور سینکڑوں قلمی نسخوں پر مشتمل تھا۔ پنجاب یونی ورسٹی کو ہدیہ کر دیا تاکہ تحقیق کے متلاشیان اس سے فیض یاب ہوتے رہیں...... پنجاب یونی ورسٹی نے ذخیرۂ کتب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے نام سے قائم کر دیا۔ اور ان کتب کی فہرست کی چھے (۶) عدد جلدیں بھی شائع کی ہیں۔

حکیم صاحب کی رحلت کے بعد ماہنامہ مہر و ماہ نے ان کی تحقیق اور شخصیت پر یادگارِ موسیٰ نمبر، کنز الایمان نے حکیم موسیٰ امرتسری نمبر اور جہان رضا نے بھی حکیم محمد موسیٰ نمبر شائع کیے...... جو ہمارے ادب کی تاریخ کا اثاثہ ہیں۔

حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے عقیدت مندوں، تلامذہ کے علاوہ احباب سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ جو حقیقی جانکاہی سے بے خبر ہیں۔ ان تمام کی خدمت میں وضاحت پیش کرنا اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتا ہوں...... حکیم صاحب کے نام نہاد سجادگان/سوگواران میاں زبیر احمد قادری ضیائی اور محمد ریاض ہمایوں سعیدی نے محقق عصر کی رحلت پر ۵۵۔ ریلوے روڈ سے ایک خط جاری کیا (خط کا عکس ملاحظہ فرمائیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مکرمی و محترمی ظہیر الدین خان امرتسری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

طبیبِ دانش، حکیمِ اہلسنت، حکیم محمد موسیٰ امرتسری قدس سرہ ۲۷/نومبر ۱۹۹۹ء مطابق ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۰ھ بروز ہفتہ بوقت ۳۵-۱۱ دن، داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جا ملے

إنا لله وإنا إليه راجعون

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومنِ صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب و طاہر گیا

آپ کو اسی روز دربار حضرت میاں میر قادری لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ملحق قبرستان میں اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے پہلو میں سپردِ خاک کر دیا گیا۔

آپ کا حکیم اہلسنت مرحوم سے بلاواسطہ یا بالواسطہ تعلق رہا ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ حکیم صاحب سے متعلق اپنے تاثرات، مضمون یا ان سے متعلق یادداشتیں مرتب کر کے ارسال فرمائیں۔ ان شاء اللہ ہم حکیم صاحب کی یاد میں امکانی حد تک ان کے شایانِ شان ارمغانِ عقیدت کتاب کی صورت میں پیش کرنے کے لئے آپ کو دعوتِ شرکت دے رہے ہیں، اور امید رکھتے ہیں کہ آپ مثبت ردِ عمل کا اظہار فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ بخیر۔

والسلام

سوگواران: میاں زبیر احمد قادری ضیائی
محمد ریاض ہمایوں سعیدی
۵۵- ریلوے روڈ، لاہور ۵۴۰۰۰

اس خط میں پاکستان بھر سے اہلِ علم ودانش/ مشاہیر کرام کو باقاعدہ دعوت دی کہ وہ حکیم صاحب کی تحقیق اور شخصیت پر اپنے اپنے مضامین (نظم ونثر) تاثرات/ یادداشتیں اوران کے لکھے ہوئے خطوط جو کہ تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔ مطب ۵۵۔ ریلوے روڈ پر ارسال کریں۔ تاکہ انھیں 'ارمغانِ عقیدت' کے نام سے کتابی صورت میں شائع کیا جاسکے...... اس دعوت تحریر کے بعد پاکستان بھر کے معروف اسکالر نے اپنے اپنے مضامین/ تاثرات، تعزیتی خطوط، یادداشتیں اور نظم ونثر ارسال کیے۔ ان تخلیقات کو معروف اسکالر محقق محمد عالم مختار حق (م:۲۰۱۴۔۳۔۶) کے سپرد کیا گیا کہ وہ اس کی تدوین قلمی کریں۔ تاکہ 'ارمغان عقیدت' کو شائع کیا جاسکے۔

لیکن اچانک محمد عالم مختار حق سے یہ سارے مسوّدات واپس لے لیے گئے اور کتاب شائع کرنے کا ارادہ یکدم تبدیل کر دیا گیا محمد عالم مختار حق نے وجہ دریافت کی تو اُنھیں خوب صورتی سے ٹال دیا گیا جس پر وہ احتجاجاً رنجیدہ ہوگئے۔

محمد عالم مختار حق نے یہ تمام مسوّدات واپس کر دیے۔ لیکن انھوں نے ان میں چند شخصیات کے نام اوران کے لکھے ہوئے مضامین کے چند جملے محفوظ کیے تھے۔ جنھیں محسن ملت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے خودساختہ علمی وتحریکی ورثا کے نام کے تحت آپ ملاحظہ کر چکے جس سے خوداختیاری سجادگان/سوگواران کی حقیقت کا اندازہ ہوجاتا ہے۔

اس سے پیشتر بھی مہر و ماہ کے یادگار موسیٰ نمبر (۲۰۰۰ء) کے لیے بھی جو مضامین (نظم ونثر) ۵۵-ریلوے روڈ کے ایڈریس پر آئے اُنھوں نے مدیر مہر و ماہ کو دینے سے انکار کر دیا۔ جو مضامین مدیر مہر و ماہ کو ڈائریکٹ موصول ہوئے انھیں یادگار موسیٰ نمبر میں شامل کرنے کے بعد شائع کیا گیا۔ لیکن باقی قیمتی سرمایہ ان نام نہاد سجادگان کی ہٹ دھری یا مفاد پرستی کی نذر ہو گیا۔

اس طرح محقق عصر کی 'مرکزی مجلس رضا' کی خدمات کو گزند پہنچایا۔ اور مجلس کے خازن حاجی مقبول گروپ اور نام نہاد سجادگان کی گہری سازش کے باعث مجلس رضا تحلیل ہو

گئی اور آخر کار مجلس رضا سے حکیم صاحب قبلہ نے علاحدگی اختیار کر لی، اور ڈپریشن کا شکار ہو گئے۔

حاجی مقبول گروپ خازن مجلس رضا اور نام نہاد سجادگان آج تک قبضہ گروپ کی صورت میں حکیم صاحب کے دینی مشن کی خدمات کا معاوضہ وصول کر رہے ہیں۔

اس ضمن میں راقم نے ایک کتاب مرکزی مجلس رضا لاہور۔ ماضی، حال اور مستقبل اور دوسری کتاب مرکزی مجلس رضا۔ تاریخ کا ایک گم شدہ ورق کے عنوان سے شائع کی جن میں پوری تفصیل درج ہے۔

راقم السطور حلقہ احباب موسوی اور ان کے تمام عقیدت مندوں اور رفقائے علم و ادب کو حقیقت سے آگاہی دینا۔ اپنا دینی، ملی اور علمی فریضہ سمجھتا ہے۔ تا کہ آپ اس گروپ سے اجتناب کریں اور روح حضرت موسیٰ کو گزند پہنچانے والوں کا محاسبہ کر سکیں۔

ظہور الدین خان امرتسری
یکم اپریل ۲۰۲۶ء

ایک صاحبِ درد، خانقاہ نشین محقق کی نظر میں مرکزی مجلس رضا اور اس کے بانی حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی مساعی رفیعہ کا تحسینی مقام

مرکزی مجلس رضا لاہور: ایک بیداری کی تحریک تھی، جس نے اہل سنت کو اپنی تاریخ سے جوڑا، پڑھے لکھے نوجوان اپنی تاریخ پڑھنے لگے، لکھنے لکھانے کی ایک تاریخ برپا ہوئی، کئی نوجوانوں نے قلم سنبھالا اور دیکھتے ہی کئی موضوعات پرنئی کتب مارکیٹ میں آنے لگیں۔ اہل سنت کے افراد۔ باست، تاریخ اور سماجی موضوعات پر بات کرنے لگے۔ تحریک خلافت کے ساتھ تحریکِ ترک موالات، تحریک ہجرت، تحریک شدھی، اور تحریک پاکستان وغیرہ موضوع سخن بننے لگے۔

یقیناً حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ ایک انقلاب آفرین شخصیت کے مالک تھے۔ قلم کار تیار کیے: جن کو موضوعات دے کر کئی کتابیں لکھوائیں اور پھر لاکھوں کی تعداد میں شائع کروا کر ملک بھر میں مفت تقسیم کیں، آپ نے مطب میں بیٹھ کر خاموشی سے تحریری انقلاب برپا کیا۔ بعض مفاد پرستوں نے ایسی شخصیت کی قدر نہیں کی اور انھیں اپنے ہی ادارے سے بیگانہ کر دیا۔ اور یہ کوئی نئی روایت نہیں روز ازل سے ہی اہل حق کے ساتھ جور وستم ہوتے آئے ہیں۔ آپ اُن کے تحریکی ساتھی اور مجلس کے بانی ارکان میں سے ہیں لہٰذا آپ نے اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے تمام حقائق و دستاویزات کو دونوں کتب (''مرکزی مجلس رضا لاہور ماضی حال اور مستقبل''۔ مرکزی مجلس رضا لاہور تاریخ کا ایک گم شدہ ورق) میں محفوظ کر کے تاریخ کی حفاظت کی ہے۔

آپ نے ادارہ پاکستان شناسی کی داغ بیل ڈالی اور سیاست، تاریخ، مذہب اور تحریک آزادی سے متعلق اہم وگرانقدر لٹریچر کو اپنے وسیع ووقیع مقدمات وحواشی سے مزین کر کے طبع اشاعت سے آراستہ کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے، صحت سلامتی کے ساتھ مزید کام آگے بڑھانے میں امداد نصرت فرمائے آمین۔

مراسلہ صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی بنام ظہور الدین امرتسری

از کراچی محررہ ۱۸ر جولائی ۲۰۲۴ء

تحریکِ پاکستان میں علمائے حق کو متحرک کرنے کے لیے ایک مدلّل پیغام کی ضرورت تھی۔ اپنے عہد کے ایک ذہین وطباع سیاسی شعور سے معمور اور نشہ قومی میں مخمور علامۃ الدہر مفسر قرآن مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۹۴۸ء) کی ایک صدائے بیداری پر مشتمل تاریخی تحریر

علما کو اسمبلیوں میں جانا کیوں ضروری ہے؟

علماءِ دین و پیشوایان اسلام! اب آپ قدم اُٹھائیں، گوشہ تنہائی سے نکلیں، اس لیے نہیں کہ آپ کو جاہ ملے، منصب ملے، اس لیے نہیں کہ آپ حکومت کا مزہ حاصل کریں، فقط اس لیے کہ دین کی حفاظت ہو، اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے خلاف پیش ہونے والی تجاویز کو روک سکیں، اور مسلمانوں کے مستقبل کو خطرے سے محفوظ رکھ سکیں، جو قانون ایک دفعہ پاس ہو جاتا ہے، پھر اس کے خلاف کامیابی حاصل کرنا بہت دشوار ہو جاتا ہے، اگر اسمبلی میں علما کا بھی کوئی عنصر ہوتا تو ''ساردا کا قانون'' پاس نہ ہوسکتا تھا اور مسلمانوں کے ممبر پہلے روز بیدار کر دیے جاتے، لیکن قانون پاس ہونے کے بعد جو کوشش کی گئیں وہ اس وقت تک نتیجہ خیز ثابت نہ ہوئیں، طبقہ علما کا سیاسیات اور ملکی نظم و ضبط کی طرف سے اغماض کرنا، مسلمانوں کو بہت سخت ضرر پہنچاتا ہے، اس وقت حکومت ہند ''گول میز کانفرنس'' اجلاس کر رہی ہے، ہندوستان کے لیے دستور حکومت تجویز ہے، ہر فرقے کے نمائندے وہاں پہنچ گئے ہیں، سب نے اپنے اپنے مطالبات کا ایک ایک مسّودہ مرتب کرلیا ہے، ہر ایک اپنے اپنے مقاصد کا ایک ایک نقشہ نظر کے سامنے رکھتا ہے، لیکن ہمیں شکایت ہے اور بجا شکایت ہے کہ ہمارے طبقہ علماءِ اہلسنّت اور مشائخ نے آج تک اس کی طرف التفات ہی نہیں کیا، جو جو مسّودے تجویز ہوئے ان پر نہ نظر ڈالی اور نہ دیکھا کہ اسلام اور مسلمانوں پر ان کا کیا اثر پڑتا ہے؟ اسلام کے تحفظ اور مسلمانوں کی فلاح اور مذہب کی حفظ اور حرمت کے لیے کیا کیا امور ضروری ہیں؟ جن کا موجودہ تجویزوں میں اضافہ ہونا چاہیے اور کون کون سی چیزیں ہماری نظر میں قابل احتراز ہیں جن کی مدافعت لازم ہے؟ ہندوستان کا تمام طبقہ علما اس سرے سے اُس سرے تک

ساکت و خاموش ہے، انھوں نے اس پر نظر ہی نہیں ڈالی کہ کیا حیثیت دین سے یہ کوئی ضروری امر نہیں ہے؟ گزشتہ کو چھوڑیے خدارا آئندہ کے لیے ہی مستعد ہو جایئے اور جلد تر ایک نظر ڈالیے کہ دنیا کیا کر رہی ہے؟ اور مسلمانوں کے مستقبل کے لیے کیا تجویزیں در پیش ہیں، ان کے کیا نتائج ہوں گے؟ ضروریات کا اقتضا کیا ہے؟ پہلے جو کچھ رائے ہو اس سے ایک اجتماعی شکل میں اپنے نمائندوں کو باخبر کیجیے، پچھلی غفلت قابل افسوس ہے، لیکن ابھی اور غفلت رہی تو کام قبضے سے باہر ہو جائے گا، جس طرح ممکن ہے صورت حالات پر اطلاع پانے کے بعد ایک مسوّدہ تجاویز مرتب کی جائے اور خواہ جلسوں میں یا ڈاک کے ذریعے سے اس پر دوسرے علما کی رائیں حاصل کر کے ایک نقشہ عمل مرتب فرمایئے اور ممبران کونسل کو جس امر میں توجہ دلانے کی ضرورت ہو اُنھیں زور کے ساتھ توجہ دلایئے۔ یہ بھی دیکھیے کہ ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈوں میں کیا ہو رہا ہے؟ آپ کو جلد سے جلد مستعد ہو جانا چاہیے اور اگر سنی جمعیت العلما اس طرح عمل میں آ گئی تو ان شاء اللہ العزیز اسلام اور مسلمین کی بہت بڑی حمایت ہو سکے گی۔ ستم ہے کہ جاہل عالم بن کر میدان میں آئے اور ان کی تعداد سے دُنیا کو دھوکہ دیا جائے اور ان کی خودستائی و نفس پرستی کو علما کی رائے قرار دیا جائے اور علما کو پورا طبقہ کا طبقہ ساکت و خاموش بیٹھا یہ سب کچھ نہ دیکھے نہ اس کے منھ میں زبان ہو، نہ زبان میں حرکت ہو، نہ ہاتھ میں قلم، نہ قلم میں جنبش، اب آپ کا یہ تقاعد زہد انکسار کی حد سے گزر کر غفلت و کسل کے دائرے میں آ گیا ہے اور اس اندازِ سکوت سے اسلام و مسلمانوں کو جو نقصان پہنچ رہا ہے، شاید آپ کو اس کا اندازہ نہیں۔ اب آپ اس عقیدے کو چھوڑ دیجیے کہ آپ کے فرائض ایک مجلس میں وعظ کہہ کر، ایک حلقہ میں درس دے کر، یا خلوت خانہ میں فتویٰ لکھ کر ادا ہو جاتے ہیں۔ اور آپ کو اس پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے؟ اور بدخواہانِ اسلام تخریب کے لیے کیا تدابیر عمل میں لا رہے ہیں؟ یقیناً یہ آپ کا فرض ہے اور آپ سے بروزِ حشر اس کے متعلق سوال کیا جائے گا، اُٹھیے، اُٹھیے اور اپنے فرائض کو ادا کیجیے۔

(ماہنامہ ''السواد الاعظم''، شمارہ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ، ص ۴) (تحریک پاکستان میں مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی اور اُن کے مشاہیر خلفا کا حصہ، پروفیسر ڈاکٹر جلال الدین احمد نوری الحنفی البغدادی، رئیسِ کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی، ص ۸۴۔۸۶)